اِسلام

میں

بچوں کے حقوق

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

تحقیق و تدوین:

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

منہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون5169111-3516851

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاج القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	اِسلام میں بچوں کے حقوق
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	ڈاکٹر طاہر حمید تنولی
معاونِ تحقیق	:	محمد فاروق رانا
زیرِ اہتمام	:	فریدِ ملتؒ ریسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اوّل	:	اکتوبر 2006ء
تعداد	:	1,100
قیمت اِمپورٹڈ کاغذ	:	-/45 روپے

❁❁❁

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے آڈیو، وڈیو کیسٹس، CDs اور DVDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاج القرآن کے لیے وقف ہے۔
(ڈائریکٹر منہاج القرآن پبلی کیشنز)

sales@minhaj.biz

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلَاىَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيبِکَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی ۔ا) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل و ایم ۴/ ۹۷-۳-۰ ۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۶۷-۲۴۴۱۱ این ۔ا/ اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۲۳-۶۱-۸۰/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرست

مشتملات	صفحہ
✿ پیش لفظ	۷
ا۔ قبل از پیدائش حقوق	۹
(۱) زندگی کا حق	۹
(۲) وراثت کا حق	۱۲
(۳) وصیت کا حق	۱۲
(۴) وقف کا حق	۱۳
(۵) تاخیرِ اقامتِ حد کا حق	۱۳
(۶) نفقہ کا حق	۱۶
(۷) فطرانہ کا حق	۱۷
۲۔ بعد از پیدائش بچوں کے حقوق	۱۷
(۱) زندگی کا حق	۱۷
(۲) آدابِ اسلامی سے شناسائی کا حق	۱۹
(۳) حُسنِ نام کا حق	۲۰
(۴) نسب کا حق	۲۴

مشتملات	صفحہ
(۵) رضاعت کا حق	۲۶
(۶) پرورش کا حق	۲۸
(۷) تربیت کا حق	۳۱
(۸) شفقت و رحمت کا حق	۳۲
(۹) عدل کا حق	۳۳
(۱۰) یتیم کا حق	۳۵
(۱۱) حقوقِ لقیط	۴۲
✿ مآخذ و مراجع	۴۴

پیش لفظ

بچے بنی نوع انسان کی نسلِ نو ہیں۔ دیگر افرادِ معاشرہ کی طرح بچوں کا بھی ایک اَخلاقی مقام اور معاشرتی درجہ ہے۔ بہت سے ایسے اُمور ہیں جن میں بہ طور بنی نوع انسان بچوں کو بھی تحفظ درکار ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ اَمر بھی قابلِ غور ہے کہ چوں کہ بچے بالغ نہیں لہٰذا بہت سی ایسی ذمہ داریاں جن کے بالغ لوگ مکلف ہیں، بچے ان کے مکلف نہیں ہو سکتے۔ گو انہیں کئی حقوق مثلاً رائے دہی، قیامِ خاندان اور ملازمت وغیرہ حاصل نہیں مگر اپنی عمر کے جس حصے میں بچے ہوتے ہیں اس میں انہیں اس تربیت اور نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے کہ مستقبل میں وہ ان حقوق کی ادائیگی کما حقہ کر سکیں۔ یہ اَمر ہی بچوں کے حقوق کی نوعیت کا تعین کرتا ہے۔ دورِ جدید میں بچوں کے حقوق کا تحفظ کرنے والی نمایاں دستاویز United Nations Convention on the Rights of the Child-1980 ہے۔ جس میں بچوں کے بنیادی انسانی حقوق کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسلام نے بچوں کو بھی وہی مقام دیا ہے جو بنی نوع انسانیت کے دیگر طبقات کو حاصل ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بچوں کے ساتھ جو شفقت اور محبت پر مبنی سلوک اختیار فرمایا وہ معاشرے میں بچوں کے مقام و مرتبہ کا عکاس بھی ہے اور ہمارے لیے راہِ عمل بھی۔ اسلام میں بچوں کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ اسلام نے بچوں کے حقوق کا آغاز ان کی پیدائش سے بھی پہلے کیا ہے۔ ان حقوق میں زندگی، وراثت، وصیت، وقف اور نفقہ کے حقوق شامل ہیں۔ بچوں کے حقوق کا اتنا جامع احاطہ کہ ان کی پیدائش سے بھی پہلے ان کے حقوق کی ضمانت فراہم کی گئی ہے دنیا کے کسی نظامِ قانون میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

حضرت شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کی زیر نظر کتاب میں اسلام میں بچوں کے حقوق کا جامع احاطہ کیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ اس تصنیف سے نہ صرف اسلام کے تصورِ حقوق کے نئے گوشوں سے آگاہی ہوگی بلکہ معاشرے کو اِسلام کے عطا کردہ حقوق کا گہوارہ بنانے کے امکانات بھی پیدا ہوں گے۔

(ڈاکٹر طاہر حمید تنولی)

ناظمِ تحقیق

تحریکِ منہاجُ القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔ کسی بھی قوم کے مستقبل کے تحفظ کی ضمانت اِس اَمر میں مضمر ہے کہ اس کے بچوں کی تعمیرِ شخصیت اور تشکیلِ کردار پر پوری توجہ دی جائے۔ یہ اَمر اُس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک بچوں کے حقوق کا واضح تصور اور ان حقوق کے اِحترام کا باقاعدہ نظام موجود نہ ہو۔ اِسلام نے دیگر اَفرادِ معاشرہ کی طرح بچوں کے حقوق کو بھی پوری تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہاں ان حقوق کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:

ا۔ قبل اَز پیدائش حقوق

قبل اَز پیدائش بچہ حالتِ جنین میں ہوتا ہے۔ اِسلام نے بچے کو حقوق عطا کرنے کا آغاز حالتِ جنین سے کیا ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) زندگی کا حق

بچے کی زندگی کا آغاز مرحلہ جنین سے ہوتا ہے۔ اسلام نے اس مرحلے سے بچے کے لیے زندگی کے حق کو قانونی حیثیت عطا کی ہے۔ چونکہ اِستقرارِ حمل کے چار ماہ بعد رحمِ مادر میں موجود بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے، اِس وقت حمل ضائع کرنا رحمِ مادر میں بچہ کو قتل کرنا ہے جو کہ قتلِ انسانی کے مترادف ہے اور گناہِ کبیرہ ہے۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر حاملہ چاہے تو ۱۲۰ دن گزرنے سے پہلے اِسقاطِ حمل کر سکتی ہے:

> ’’اِسقاطِ حمل، جب تک اس کی تخلیق نہ ہو جائے جائز ہے، پھر متعدد مقامات پر تصریح ہے کہ تخلیق کا عمل ۱۲۰ دن یعنی چار ماہ کے بعد ہوتا ہے اور تخلیق سے مراد

روح پھونکنا ہے۔‘‘[1]

’فتاویٰ عالمگیری (۱: ۳۳۵)‘ میں ہے:

المرءة يسعها أن تعالج لإسقاط الحمل ما لم يستبن شئ من خلقه، و ذلک ما لم يتم له مائة و عشرون يوما۔

’’عورت حمل گرا سکتی ہے جب تک اس کے اعضاء واضح نہ ہو جائیں اور یہ بات ۱۲۰ دن (چار ماہ) گزرنے سے پہلے ہوتی ہے۔‘‘

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

’’ذخیرہ میں ہے کہ اگر عورت رحم میں نطفہ پہنچنے کے بعد اس کے اخراج کا ارادہ کرے تو فقہاء نے کہا ہے کہ اگر اتنی مدت گزر گئی ہے جس میں روح پھونک دی جاتی ہے تو جائز نہیں۔ اس مدت سے پہلے اخراج کرانے میں مشائخ کا اختلاف ہے اور حدیث کے مطابق یہ مدت چار ماہ ہے۔‘‘[2]

علامہ حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

’’عورت کے لیے حمل ساقط کرانے کی کوشش کرنا مکروہ ہے، اور عذر کی وجہ سے جائز ہے، بشرطیکہ بچہ کی صورت نہ بنی ہو اور اگر اس نے کسی دوا کے ذریعہ سے ناتمام (کچے) بچے کا اِسقاط کرایا تو ماں کے عاقلہ (ددھیال) کی طرف سے بچہ کے وارثوں کو (ایک سال میں) پانچ سو درہم ادا کیے جائیں گے۔‘‘[3]

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ حصکفی، در المختار، ۱: ۷۶

۲۔ ابن ہمام، فتح القدیر، ۳: ۲۷۴

(۲) ابن عابدین شامی، رد المختار، ۵: ۳۲۹

(۳) حصکفی، در المختار، ۵: ۳۹۷

’’اور اگر اسقاط کے نتیجہ میں زندہ بچہ نکلا اور پھر مر گیا تو عورت کے عاقلہ پر اس بچہ کی دیت ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی، اور اگر عورت کے عاقلہ نہ ہوں تو عورت کے مال سے ادا کی جائے گی، اور عورت پر (دو ماہ کے مسلسل) روزے فرض ہیں اور عورت اس بچہ کی وارث نہیں ہوگی۔‘‘(۱)

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں:

’’جب تک تخلیقی عمل (نطفہ میں اَعضاء کی ساخت کا عمل) شروع نہ ہو اِسقاطِ حمل جائز ہے۔ پھر فقہاء نے بیان کیا کہ یہ مدت چار ماہ ہے۔ اس تصریح کا یہ تقاضا ہے کہ تخلیقی عمل سے مراد روح کا پھونکا جانا ہو ورنہ یہ غلط ہے کیونکہ مشاہدہ سے ثابت ہے کہ تخلیقی عمل چار ماہ سے پہلے شروع ہو جاتا ہے۔‘‘(۲)

اگر حمل کے چار ماہ گزر گئے ہوں لیکن حمل برقرار رہنے کی وجہ سے عورت کی ہلاکت یقینی ہو جس کی ماہر ڈاکٹروں نے تصدیق کر دی ہو تو چار ماہ کے بعد بھی اِسقاطِ حمل جائز ہے بلکہ عورت کی جان بچانے کے لیے ضروری ہے کیونکہ اِسقاط نہ کرانے کی صورت میں بچہ اور ماں دونوں کی ہلاکت کا خطرہ ہے اور پیٹ کا بچہ جس کا جاندار او زندہ ہونا ظنی ہے اس کی بنسبت ماں کی جان جو یقینی اور مشاہد ہے زیادہ اہم ہے۔ اس لیے اس صورت میں اسقاط کرانا واجب ہے۔

لہٰذا رحمِ مادر میں استقرارِ حمل جب تک ۱۲۰ دن یعنی چار ماہ کا نہ ہو جائے یعنی بچہ کے اندر روح پھونکے جانے سے قبل اِسقاطِ حمل کرانا اگرچہ جائز ہے مگر بلا ضرورت مکروہ ہے، جب کہ چار ماہ کا حمل بطن مادر میں ہو جائے تو اب اسے ضائع کرنا صرف ناجائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

(۱) ابن عابدین شامی، رد المحتار، ۵: ۳۷۹

(۲) ابن ہمام، فتح القدیر، ۳: ۲۷۴

(۲) وراثت کا حق

فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ماں کے پیٹ میں موجود حمل درج ذیل دو شرائط پوری کرنے کی صورت میں وارث بن سکتا ہے:

۱۔ ترکہ چھوڑنے والے کی موت کے وقت بچہ ماں کے پیٹ میں موجود ہو کیونکہ وارث میت کا خلیفہ ہوتا ہے اور خلیفہ کے لیے موجود رہنا ضروری ہے۔ لہٰذا جب نطفہ صحیح حالت میں رحم میں پایا جائے تو اس پر زندگی کا حکم لاگو ہوگا اور وہ میت کی وراثت میں سے حصہ پائے گا۔

۲۔ وضعِ حمل کے وقت زندہ ہو کیونکہ وارث کا زندہ ہونا شرط ہے، مردہ انسان وارث نہیں بن سکتا۔ قرآن فرماتا ہے:

يُوْصِيْكُمُ اللهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ۔[۱]

’’اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے۔‘‘

پیدا ہونے والا بچہ بھی اولاد کے زمرے میں آنے کی وجہ سے میت کا وارث ٹھہرے گا اور ترکہ میں سے حصہ پائے گا۔

(۳) وصیت کا حق

جنین کے لیے ثابت شدہ حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُس کے لیے وصیت کی جائے۔ فقہاء کا اجماع ہے کہ جنین اگر زندہ پیدا ہو تو اُس کے لیے وصیت کیے جانے کا حق درست ثابت ہوگا اس شرط کے ساتھ کہ وصیت کیے جانے کے وقت وہ ماں کے پیٹ میں موجود ہو۔ بلکہ بعضوں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ اگر جنین وصیت کیے جانے کے وقت ماں کے پیٹ میں نہ ہو تب بھی اس کا حقِ وصیت درست ثابت ہوگا۔[۲]

---

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۱۱

(۲) ۱۔ کشکی، المیراث المقارن: ۲۰۶

۲۔ ابو عینین، المیراث المقارن: ۲۷۴

(۴) وقف کا حق

جنین کے مالی حقوق میں سے ثابت شدہ تیسرا حق وقف کا ہے۔ حقِ وراثت اور وصیت کی طرح فقہاء نے موجود اور بعد میں پیدا ہونے والی اولاد کا حقِ وقف بھی جائز قرار دیا ہے۔ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

و قد نصوا علی أن الوقف علی الأولاد و الذرية، يتناول من وجد بعد مجئ الغلة لأقل من ستة أشهر لتحقق وجوده فی بطن أمه وقت مجئ الغلة فيشارک فی الغلة۔[1]

''اور فقہاء نے یہ موقف اِختیار کیا ہے کہ اولاد و ذُرّیت کے لیے وقف کر دینا جائز ہے۔ اس (اولاد) میں وہ شامل ہوگا جو غلّہ آنے کے کم از کم چھ ماہ بعد پیدا ہوا ہو یعنی غلّہ آنے کے وقت اس کا وجود ماں پیٹ میں متحقق ہو چکا تھا، سو وہ غلّہ میں شریک ہوگا۔''

لہٰذا اس بناء پر اگر وقف کرنے والا فوت ہو جائے تو وقف شدہ مال جنین کو وراثت میں ملے گا۔

(۵) تاخیرِ اِقامتِ حد کا حق

جنین کے لیے مذکورہ بالا تین حقوق کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ حاملہ عورت پر وضعِ حمل تک حد قائم کی جائے گی نہ اس سے قصاص لیا جائے گا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أن امرأة من جهينة أتت نبی الله ﷺ، وهی حبلی من الزنا،

---

(۱) ابن عابدین شامی، رد المحتار علی در المختار، ۴: ۴۷۴

فقالت: يا نبي الله! أصبت حدا، فأقمه عليّ۔ فدعا نبي الله ﷺ وليها، فقال: أحسن إليها، فإذا وضعت فائتني بها۔ ففعل، فأمر بها نبي الله ﷺ، فشكت عليها ثيابها، ثم أمر بها فرجمت، ثم صلى عليها، فقال له عمر: تصلي عليها؟ يا نبي الله! و قد زنت! فقال: لقد تابت توبة لو قسمت بين سبعين من أهل المدينة لوسعتهم۔ و هل وجدت توبة أفضل من أن جادت بنفسها لله تعالى؟[1]

’’قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور وہ بدکاری سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے حد لاگو ہونے والا فعل کیا ہے پس مجھ پر حد لگائیے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا: اِسے اَحسن طریقے سے رکھ (بدکاری کا گناہ کرنے کے باوجود اس کے ساتھ اچھا سلوک کر کیونکہ اس نے اپنے گناہ کا اِقرار کر لیا ہے اور اس پر شرمسار ہے)، جب وہ بچہ جن لے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ اس نے ایسا ہی کیا، پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق حکم دیا تو اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیے گئے (تاکہ ستر نہ کھلے)، پھر حکم دیا تو اسے سنگ سار کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر نمازِ (جنازہ) پڑھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ! آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا تھا! آپ ﷺ نے فرمایا: اُس نے توبہ بھی تو ایسی کی ہے کہ اگر اسے مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو سب کے لیے کافی ہو اور کیا تم نے اس سے بہتر توبہ دیکھی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی جان دے دی۔‘‘

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه ۳ : ۱۳۲۴، رقم: ۱۶۹۶

حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

جاءت الغامدية فقالت: يا رسول الله! إني قد زنيتُ فطهرني۔ و إنه ردها، فلما كان الغد قالت: يا رسول الله! لم تردني؟ لعلك أن تردني كما رددت ماعزا، فو الله! إني لحبلى۔ قال: إما لا، فاذهبي حتى تلدي۔ فلما ولدت أتته بالصبي في خرقة، قالت: هذا قد ولدته۔ قال: اذهبي فأرضعيه حتى تفطميه۔ فلما فطمته أتته بالصبي في يده كسرة خبز، فقالت: هذا، يا نبي الله! قد فطمته، و قد أكل الطعام، فدفع الصبي إلى رجل من المسلمين، ثم أمر بها فحفر لها إلى صدرها، و أمر الناس فرجموها، فيقبل خالد بن الوليد بحجر، فرمى رأسها، فتنضح الدم على وجه خالد، فسبها، فسمع نبي الله ﷺ سبه إياها، فقال: مهلا! يا خالد! فو الذي نفسي بيده! لقد تابت توبة، لو تابها صاحب مكس لغفر له۔ ثم أمر بها فصلى عليها و دفنت۔[1]

''قبیلہ غامد کی ایک عورت (بارگاہِ رسالت مآب میں) حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے بدکاری کی ہے، مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے اسے واپس بھیج دیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں، شاید آپ ایسے ہی لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعز (بن مالک) کو لوٹایا تھا۔ خدا کی قسم! میں تو حاملہ ہوں (پس اب میرے بدکار ہونے میں کیا شک ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا اگر تو نہیں لوٹنا چاہتی تو جا اور وضعِ حمل کے بعد آنا۔ پس جب اس نے بچہ جن لیا تو وہ اسے ایک

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه، ۳: ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، رقم: ۱۶۹۵

کپڑے میں لپیٹ کر لے آئی اور عرض کرنے لگی: یہ وہ بچہ ہے جسے میں نے جنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا اور اسے دودھ پلا یہاں تک کہ تو اسے دودھ چھڑا دے۔ جب اس نے بچہ کا دودھ چھڑا لیا تو بچہ کو لے کر آئی کہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ ﷺ نے وہ بچہ ایک مسلمان کو پرورش کے لیے دے دیا۔ پھر حکم دیا تو اس عورت کے لیے اس کے سینے تک ایک گڑھا کھودا گیا، پھر لوگوں کو اسے سنگ سار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا تو خون کے چھینٹے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پڑے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے برا کہا تو یہ برا کہنا حضور نبی اکرم ﷺ نے سن لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار اے خالد! (ایسا مت کہو) قسم خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز محصول لینے والا (جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور حقوق العباد میں گرفتار ہوتا ہے اور مسکینوں کو ستاتا ہے) ایسی توبہ کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو اس پر نماز پڑھی گئی اور وہ دفن کی گئی۔"

(۲) نفقہ کا حق

یہ بھی باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ہونے والے بچہ کا خرچ اٹھائے اگرچہ اس کی ماں کا خرچ اُس پر لازمی نہ ہو۔ اسی طرح حاملہ عورت کی عدت وضعِ حمل ہے تاکہ:

۱۔ بچہ کے نسب کا تحفظ ہو کیونکہ اگر عورت دوسری شادی کر لے تو پیدا ہونے والے بچہ کا نسب خلط ملط ہونے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ طلاق یافتہ حاملہ عورت کا نان و نفقہ بھی شوہر پر صرف بچہ کی وجہ سے لازم ہوتا ہے کیونکہ اگر عورت حاملہ نہ ہو اور طلاق ہو جائے تو اُس کی عدت تین

ماہواریاں ہیں۔

جنین کا حقِ نفقہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت شدہ ہے:

وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ (۱)

’’اور اگر وہ حاملہ ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک اُن پر خرچ کرتے رہو۔‘‘

(۷) فطرانہ کا حق

جنین (پیدا ہونے والے بچہ) کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا بالاتفاق مستحب ہے جب کہ امام احمد سے منسوب ایک قول کے مطابق یہ واجب ہے کہ نومولود و دیگر کی طرح جنین کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کیا جائے۔ (۲)

۲۔ بعد از پیدائش بچوں کے حقوق

(۱) زندگی کا حق

اِسلام سے پہلے لوگ اپنی اولاد کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے۔ اِسلام نے اِس قبیح رسم کا خاتمہ کرنے کی بنیاد ڈالی اور ایسا کرنے والوں کو عبرت ناک انجام کی وعید سنائی:

۱۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ (۳)

’’واقعی ایسے لوگ برباد ہو گئے جنہوں نے اپنی اولاد کو بغیر علم (صحیح) کے (محض) بیوقوفی سے قتل کر ڈالا اور ان (چیزوں) کو جو اللہ نے انہیں (روزی

---

(۱) القرآن، الطلاق، ۶۵:۶

(۲) ۱۔ ابن قدامۃ، المقنع، ۱: ۳۳۸

۲۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۴: ۱۹۰

(۳) الانعام، ۶: ۱۴۰

کے طور پر) بخشی تھیں اللہ پر بہتان باندھتے ہوئے حرام کر ڈالا، بے شک وہ گمراہ ہو گئے اور ہدایت یافتہ نہ ہو سکے○''

بھوک اور اَفلاس کے خدشہ سے اولاد کے قتل کی ممانعت کرتے ہوئے قرآن حکیم فرماتا ہے:

۲۔ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ۔[۱]

''اور مفلسی کے باعث اپنی اولاد کو قتل مت کرو، ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی (دیں گے)۔''

۳۔ وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا○[۲]

''اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل مت کرو، ہم ہی انہیں (بھی) روزی دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے○''

اِسلام سے قبل بیٹیوں کی پیدائش نہایت برا اور قابل توہین سمجھا جاتا تھا اور انہیں زندہ درگور دفن کر دیا جاتا تھا۔ اِسلام نے اس خیالِ باطل کا ردّ کیا اور بیٹیوں کی پیدائش کو باعث رحمت قرار دیا۔ قرآن حکیم ایک مقام پر روزِ محشر کی سختیاں اور مصائب کے بیان کے باب میں فرماتا ہے:

۴۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ○ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ○[۳]

''اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا○ کہ وہ کس گناہ کے باعث قتل کی گئی تھی○''

---

(۱) القرآن، الانعام، ۶: ۱۵۱

(۲) بنی اسرائیل، ۱۷: ۳۱

(۳) التکویر، ۸۱: ۸، ۹

(۲) آدابِ اِسلامی سے شناسائی کا حق

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اس کے والدین اس کا مذہب تبدیل کرا دیتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

كل مولود يولد على الفطرة، فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه۔(۱)

''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اُس کے ماں باپ اُسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔''

بچوں کو اِسلامی تعلیمات سے شناسا کرنے اور اُنہیں اِسلامی آدابِ زندگی سکھانا ماں باپ کا فرض ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من ولد له فأذن فی أذنه اليمنى، وأقام في أذنه اليسرى، لم يضره

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب الجنائز، باب ما قيل فی اولاد المشركين، ۱: ۴۶۵، رقم: ۱۳۱۹

۲۔ بخاری، الصحيح، كتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبی، ۱: ۴۵۶، رقم: ۱۲۹۲

۵۔ مسلم، الصحيح، كتاب القدر، باب معنى كل مولود، ۴: ۲۰۴۷، رقم: ۲۶۵۸

۶۔ ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب القدر، باب ما جاء كل مولود، ۴: ۴۴۷، رقم: ۲۱۳۸

۷۔ ابو داؤد، السنن، كتاب السنة، باب فی ذراری المشركين، ۴: ۲۲۹، رقم: ۴۷۱۴

۸۔ مالك، الموطأ، ۱: ۲۴۱، رقم: ۵۷۱

۹۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۳۳، ۲۷۵، ۳۴۶، ۳۹۳، ۴۱۰، ۴۸۱

أم الصبيان۔[1]

''جس کے ہاں بچہ کی ولادت ہو تو وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اِقامت کہے، اس کی برکت سے بچہ کی ماں کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی۔''

اس طرح ایک بچہ کو پیدائش کے وقت سے اُس آفاقی حکم سے روشناس کرا دیا جاتا ہے جو زندگیوں میں اِنقلاب پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا۔

(۳) حُسنِ نام کا حق

بچہ کا یہ حق ہے اُس کا پیارا سا نام رکھا جائے۔ اسلام سے قبل عرب اپنے بچوں کے عجیب نام رکھتے تھے، حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسے نام ناپسند فرمائے اور خوبصورت نام رکھنے کا حکم دیا۔ امام طوسی روایت کرتے ہیں:

جاء رجل إلی النبي ﷺ فقال: یا رسول الله! ما حق ابنی هذا؟ قال: تحسن اسمه و أدبه وضعه موضعا حسنا۔[2]

''ایک شخص حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! میرے اس بچے کا مجھ پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کا اچھا نام رکھ، اسے آداب سکھا اور اسے اچھی جگہ رکھ (یعنی اس کی اچھی تربیت کر)۔''

حضرت ابو درداء ﷜ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۱۲: ۱۵۰، رقم: ۶۷۸۰

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۳۹۰، رقم: ۸۶۱۹

۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۳: ۶۳۲

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۵۹

(۲) محمد بن احمد صالح، الطفل فی الشریعة الاسلامیة: ۴۷

إنكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم و أسماء آبائكم، فأحسنوا أسمائكم۔[1]

''روزِ قیامت تم اپنے ناموں اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے اس لیے اپنے نام اچھے رکھا کرو۔''

حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تسمو بأسماء الأنبياء، و أحب الأسماء إلى الله عبد الله و عبد الرحمن، و أصد قها حارث و همام، و أقبحها حرب و مرة۔[2]

---

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، كتاب الأدب، باب فی تغير الاسماء، ۴: ۲۸۷، رقم: ۴۹۴۸

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۹۴

۳۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۸۰ رقم: ۲۶۹۴

۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۳: ۱۳۵، رقم: ۵۸۱۸

۵۔ عبد بن حميد، المسند: ۱۰۱، رقم: ۲۱۳

۶۔ ابن جعد، المسند: ۳۶۰، رقم: ۲۴۹۲

۷۔ بيهقی، السنن الكبریٰ، ۹: ۳۰۶

۸۔ بيهقی، شعب الايمان، ۶: ۳۹۳، رقم: ۸۶۳۳

۹۔ ہیثمی، موارد الظمآن: ۴۷۹، رقم: ۱۹۴۴

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، كتاب الأدب، باب فی تغير الاسماء، ۴: ۲۸۷، رقم: ۴۹۵۰

۲۔ نسائی، السنن، كتاب الخيل، باب مايستحب، ۶: ۲۱۸، رقم: ۳۵۶۵

۳۔ نسائی، السنن الكبریٰ، ۳: ۳۷، رقم: ۴۴۰۶

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۴۵

۵۔ بخاری، الادب المفرد: ۲۸۴، رقم: ۸۱۴

۶۔ ابويعلى، المسند، ۱۳: ۱۱۳، رقم: ۷۱۶۹

۷۔ منذری، الترغيب و الترهيب، ۳: ۴۸، رقم: ۳۰۳۰

۸۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰: ۵۷۸

’’انبیائے کرام کے ناموں پر اپنے نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کو تمام ناموں میں سے ’عبد اللہ‘ اور ’عبد الرحمٰن‘ زیادہ پسند ہیں۔ سب ناموں سے سچے نام ’حارث‘ اور ’ہمام‘ ہیں جب کہ سب سے برے نام ’حرب‘ اور ’مرۃ‘ ہیں۔‘‘

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں:

لما ولدت فاطمة الحسن جاء النبی ﷺ فقال: أروني ابني ما سميتموه؟ قال: قلت: سميته حربا۔ فقال: بل هو حسن۔ فلما ولدت الحسين، جاء رسول الله ﷺ فقال: أروني ابني ما سميتموه؟ قال: قلت: سميته حربا۔ قال: بل هو حسين۔ ثم لما ولدت الثالث جاء رسول الله ﷺ قال: أروني ابني ما سميتموه؟ قلت: سميته حربا۔ قال: بل هو محسن۔ ثم قال: إنما سميتهم باسم ولد هارون شبر و شبير و مشبر۔(۱)

’’جب فاطمہ کے ہاں حسن کی ولادت ہوئی تو حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام ’حرب‘ رکھا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ ’حسن‘ ہے۔ پھر جب حسین کی ولادت ہوئی تو حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام ’حرب‘ رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ ’حسین‘ ہے۔ پھر جب تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۸۰، رقم: ۴۷۷۳

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۸، رقم: ۹۳۵

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۴۱۰، رقم: ۶۹۵۸

۴۔ بخاری، الادب المفرد: ۲۸۶، رقم: ۸۲۳

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۳: ۹۶، رقم: ۲۷۷۳، ۲۷۷۴

۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۵۲

اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام 'حرب' رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ اس کا نام 'محسن' ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: میں نے ان کے نام ہارون (علیہ السلام) کے بیٹوں شبر، شبیر اور مشبر کے نام پر رکھے ہیں۔''

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

أن رسول الله ﷺ غیر اسم عاصیة، وقال: أنتِ جمیلة۔ (۱)

''رسول اکرم ﷺ نے 'عاصیہ' کا نام بدل دیا اور فرمایا: تم 'جمیلہ' ہو۔''

حضرت اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ 'اَصرم' نام کا ایک شخص کچھ لوگوں کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ جب آپ ﷺ کے اِستفسار پر اس شخص نے اپنا نام بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم 'زُرعہ' ہو۔ (۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الأدب، باب استحباب تغیر الاسم، ۳: ۱۶۸۶، رقم: ۲۱۳۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، باب ما جاء فی تغیر الأسماء، ۵: ۱۳۴، رقم: ۲۸۳۸

۳۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الأدب، باب فی تغیر الاسم، ۴: ۲۸۸، رقم: ۴۹۵۲

۴۔ بخاری، الادب المفرد: ۲۸۵، رقم: ۸۲۰

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۸

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۱۳۵، ۱۳۶، رقم: ۵۸۱۹، ۵۸۲۰

۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۳۰۷

۸۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۲۱۲، رقم: ۵۴۴

۹۔ منذری، الترغیب و الترھیب، ۳: ۴۹، رقم: ۳۰۴۴

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الأدب، باب فی تغیر الاسم، ۴: ۲۸۸، رقم: ۴۹۵۴

امام ابوداؤد السنن (۴: ۲۸۹) میں لکھتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ نے ’عاص‘، ’عزیز‘، ’عَتَلَه‘، ’شیطان‘، ’حکم‘، ’غُراب‘، ’حُباب‘، ’شِهاب‘ وغیرہ نام بدل دیئے۔ پس ’شهاب‘ کا نام ’هشام‘ رکھا، ’حرب‘ کا نام ’سلم‘ رکھا اور ’مضطجع‘ کا نام ’منبعث‘ رکھا۔ جس زمین کو ’عفره‘ کہا جاتا تھا اس کا نام ’خضره‘ رکھا اور ’شعب الضلاله‘ کا نام ’شعب الهدیٰ‘ رکھا۔ ’بنو زینت‘ کا نام ’بنو رَشده‘ رکھا اور ’بنی مغویه‘ کا نام ’بنی رِشده‘ رکھا۔

(۴) نسب کا حق

بچے کے لیے نسب کا حق صرف اُسی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ماں باپ کا بھی حق ہے۔ باپ کا حق اس نسبت سے ہے کہ وہ اپنی اولاد کے تحفظ اور تعلیم و تربیت کا اختیار رکھتا ہے، اُسے اپنی اولاد کی سرپرستی اور ولایت کا حق ہے۔ جب اولاد محتاج ہو اور باپ کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اسے اولاد کے لیے کمانے کا حق ہے اور اگر اولاد باپ کی زندگی میں فوت ہو جائے تو وہ اولاد ترکہ میں سے حصہ پائے گی۔ اسی طرح ثبوتِ نسب ماں کا بھی حق ہے کیونکہ اولاد ماں کا جزو ہے اور وہ فطری طور اس بات کی شدید خواہش رکھتی ہے کہ اپنی اولاد کی حفاظت اور بہتر پرورش کرے۔ اسی طرح ماں کے بڑھاپے اور طاقت نہ رکھنے کی صورت میں اُس پر خرچ کرنا اولاد کا فرض ہے۔ اِسی لیے اللہ تعالیٰ نسب کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے پوری جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ

۲۔ رویانی، المسند، ۲: ۴۶۹، رقم: ۱۴۹۰

۳۔ شیبانی، الآحاد و المثانی، ۲: ۳۲۷، رقم: ۱۲۲۰

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۱۹۶، ۲۹۸، رقم: ۵۲۳، ۸۷۴

۵۔ مقدسی، الاحادیث المختاره، ۴: ۹۰، ۳۱۱ رقم: ۱۳۰۶، ۱۴۹۴

۶۔ ابن خیاط، الطبقات: ۴۳

فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (۱)

''تم اُن (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے باپ (ہی کے نام) سے پکارا کرو، یہی اللہ کے نزدیک زیادہ عدل ہے، پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو (وہ) دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں۔ اور اس بات میں تم پر کوئی گناہ نہیں جو تم نے غلطی سے کہی لیکن (اس پر ضرور گناہ ہوگا) جس کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہو، اور اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے ۝''

اپنا حقیقی نسب تبدیل کرنے والے کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من ادعى إلى غير أبيه، و هو يعلم أنه غير أبيه، فالجنة عليه حرام۔ (۲)

---

(۱) القرآن، الاحزاب، ۳۳: ۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الفرائض، باب من ادعی، ۶: ۲۴۸۵، رقم: ۶۳۸۵

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوہ الطائف، ۴: ۱۵۷۲، رقم: ۴۰۷۱

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب بیان حال ایمان، ۱: ۸۰، رقم: ۶۳

۴۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الأدب، باب فی الرجل، ۴: ۳۳۰، رقم: ۵۱۱۳

۵۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الحدود، باب من ادعی إلی، ۲: ۸۷۰، رقم: ۲۶۱۰

’’جو اپنے باپ کو علاوہ کسی اور کے متعلق دعویٰ کرے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔‘‘

یہی نہیں بلکہ ایک موقع پر تو آپ ﷺ نے اسے کفر سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا:

لا ترغبوا عن آبائکم، فمن رغب عن أبیه فهو کفر۔(۱)

’’اپنے آباء و اَجداد سے منہ نہ پھیرو، جو اپنے باپ سے منہ پھیر کر دوسرے کو باپ بنائے تو یہ کفر ہے۔‘‘

(۵) رضاعت کا حق

لفظ ’رضاعت‘ اور اس کے دیگر مشتقات قرآن حکیم میں دس مقامات پر آئے ہیں۔ ’المعجم الوسیط‘ میں رضاعت کا معنی کچھ یوں بیان ہوا ہے:

أرضعت الأم: کأن لها ولد ترضِعه۔

’’ماں کا بچہ کو دودھ پلانا رضاعت کہلاتا ہے۔‘‘

فقہی اصطلاح میں بچہ کا پیدائش کے بعد پہلے دو سال میں ماں کے سینہ سے دودھ چوسنا رضاعت کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ ۢ بِوَلَدِهَا وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قوله، ۶: ۲۴۸۵، رقم: ۶۳۸۶

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب بیان حال إیمان، ۱: ۸۰، رقم: ۶۲

۳۔ ابو عوانہ، المسند، ۱: ۳۳، رقم: ۵۷

بِوَلَدِهٖ وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝(1)

”اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں یہ (حکم) اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے، اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور پہننا دستور کے مطابق بچے کے باپ پر لازم ہے، کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دی جائے، (اور) نہ ماں کو اس کے بچے کے باعث نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کے سبب سے، اور وارثوں پر بھی یہی حکم عائد ہوگا، پھر اگر ماں باپ دونوں باہمی رضامندی اور مشورے سے (دو برس سے پہلے ہی) دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، اور پھر اگر تم اپنی اولاد کو (دایہ سے) دودھ پلوانے کا ارادہ رکھتے ہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ جو تم دستور کے مطابق دیتے ہو انہیں ادا کر دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان لو کہ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۝“

پیدائش کے بعد بچہ کے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زندگی کی حفاظت اور افزائش کے لیے ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی غذا استعمال کرے اس لیے وضعِ حمل کے بعد عورت کے پستانوں میں قدرتی طور پر دودھ جاری ہو جاتا ہے اور بچہ کے لیے اس کے دل میں پیدا ہونے والی محبت و شفقت اُسے بچہ کو دودھ پلانے پر اُکساتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت پر واجب کیا ہے کہ وہ بچہ کو پورے دو سال دودھ پلائے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ مدت ہر طرح سے بچہ کی صحت کے لیے ضروری ہے۔

جدید میڈیکل ریسرچ سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ بچہ کے جسمانی و نفسیاتی

(1) القرآن، البقرة، 2: 233

تقاضوں کے پیشِ نظر دو سال کی مدتِ رضاعت ضروری ہے۔ یہ اسلام کی آفاقی اور ابدی تعلیمات کا فیضان ہے کہ اہل اسلام کو زندگی کے وہ رہنما اصول ابتداء ہی میں عطا کر دیے گئے جن کی تائید و تصدیق صدیوں بعد کی سائنسی تحقیقات کر رہی ہیں۔

(۶) پرورش کا حق

بچوں کی پرورش کرنا باپ کی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے قرآن حکیم فرماتا ہے:

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ط وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰـهُ اللّٰهُ ط لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا ط سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝[1]

"صاحبِ وسعت کو اپنی وسعت (کے لحاظ) سے خرچ کرنا چاہئے، اور جس شخص پر اُس کا رِزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اُسی (روزی) میں سے (بطورِ نفقہ) خرچ کرے جو اُسے اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ اللہ کسی شخص کو مکلف نہیں ٹھہراتا مگر اسی قدر جتنا کہ اُس نے اسے عطا فرما رکھا ہے، اللہ عنقریب تنگی کے بعد کشائش پیدا فرما دے گا۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما من رجل تدرک له ابنتان، فيحسن إليهما ما صحبتاه أو صحبهما إلا أدخلتاه الجنة۔[2]

(۱) القرآن، الطلاق، ۶۵: ۷

(۲) ۱۔ ابن ماجة، السنن، کتاب الأدب، باب بر الوالد، ۲: ۱۲۱۰، رقم: ۳۶۷۰

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۶۳

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۷: ۲۰۷، رقم: ۲۹۴۵

۴۔ ابویعلی، المسند، ۴: ۴۴۵، رقم: ۲۵۷۱

۵۔ ابویعلی، المسند، ۵: ۱۲۸، رقم: ۲۷۴۲

←

''جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ انہیں جوان ہونے تک کھلاتا پلاتا رہے تو وہ دونوں اسے جنت میں لے جائیں گی۔''

حضرت ابو سعید خدری ﷺ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا يكون لأحدكم ثلاث بنات أو ثلاث أخوات فيحسن إليهن إلا دخل الجنة۔(۱)

''جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جاءتني امرأةٌ معها ابنتانِ تَسألُني، فلم تجدْ عندي غير تمرةٍ واحدةٍ، فأعَطيْتُها فقسمَتْها بين إبنتيها، ثم قَامَتْ فخرجَتْ، فدخَلَ النبي ﷺ فحدَّثْتُه، فقال: من بُلِيَ من هذه البناتِ شيئاً، فأحسنَ إليهن، كُنَّ له سِتراً من النار۔(۲)

۶۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۱۹۶، رقم: ۷۳۵۱

۷۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۱۰: ۳۲۵، ۳۲۶، رقم: ۳۵۰، ۳۵۱

۸۔ کنانی، مصباح الزجاجۃ، ۴: ۱۰۱

۹۔ ہیثمی، موارد الظمآن: ۵۰۰، رقم: ۲۰۴۳

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، ۴: ۳۱۸، ۳۲۰، رقم: ۱۹۱۲، ۱۹۱۶

۲۔ بخاری، الادب المفرد: ۴۲، رقم: ۷۹

۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۲۲۱، رقم: ۲۵۴۳۸

۴۔ منذری، الترغیب و الترہیب، ۳: ۴۶، رقم: ۳۰۲۳

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب رحمة الولد، ۵: ۲۲۳۴، رقم: ۵۶۴۹

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار، ۲: ۵۱۴، رقم: ۱۳۵۲ ←

’’میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں، وہ مجھ سے کچھ مانگتی تھی۔ اس نے ایک کھجور کے سوا میرے پاس کچھ نہ پایا، میں نے اس کو وہی دے دی۔ اس نے کھجور دونوں بیٹیوں میں تقسیم کردی اور پھر اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بیٹیوں کے ذریعے آزمایا گیا اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا تو یہ اس کے لیے دوزخ سے حجاب بن جاتی ہیں۔‘‘

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

جاءتني مسكينة تحمل ابنتين لها، فأطعمتها ثلاث تمرات، فأعطت كل واحدة منهما تمرة، و رفعت إلى فيها تمرة لتأكلها، فاستطعمتها ابنتاها، فشقت التمرة التي كانت تريد أن تأكلها بينهما، فأعجبني شأنها، فذكرت الذي صنعت لرسول الله ﷺ، فقال: إن الله قد أوجب لها بها الجنة، أو أعتقها بها من النار۔(۱)

’’میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس نے دو بیٹیاں اٹھائی ہوئی تھیں۔ میں

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی النفقة، ۴: ۳۱۹، رقم: ۱۹۱۵

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۳، ۸۷، ۲۴۳

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۲۰۱، رقم: ۲۹۳۹

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة، باب فضل الإحسان، ۴: ۲۰۲۷، رقم: ۲۶۳۰

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۹۲

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۴۶۸، رقم: ۱۱۰۲۰

۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۹: ۴۶۸، ۴۶۹

نے اسے تین کھجوریں دیں۔ اس نے دونوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دے دی، پھر جو کھجور وہ کھانا چاہتی تھی اس کے بھی دو ٹکڑے کر کے انہیں کھلا دی۔ مجھے اس واقعہ سے بہت تعجب ہوا۔ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے اس عورت کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (بیٹیوں پر) اس (شفقت و رحمت) کی وجہ سے اس عورت کے لیے جنت واجب کر دی یا (فرمایا:) اسے دوزخ سے آزاد کر دیا۔''

(۷) تربیت کا حق

بچوں کی اچھی تربیت کر کے انہیں اچھا، ذمہ دار اور مثالی مسلمان بنانا والدین کی ذمہ داری ہے۔ ان کی تربیت کے مختلف مراحل کا ذکر کرتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مروا أولادكم بالصلاة و هم أبناء سبع سنين، و اضربوهم عليها و هم أبناء عشر سنين، و فرقوا بينهم في المضاجع۔[۱]

''اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی ہو جائے، اور جب وہ دس سال کی ہو جائے تو (نماز نہ پڑھنے پر) اُسے مارو، اور (دس سال کی عمر میں) انہیں الگ الگ سلایا کرو۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاة، باب متى يؤمر الغلام، ۱: ۱۳۳، رقم: ۴۹۵

۲۔ مزی، تهذيب الكمال، ۸: ۳۹۸

۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۹: ۳۴۸

أكرموا أولادكم وأحسنوا أدبهم۔(۱)

”اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔“

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من كان عنده صبي فليتصاب له۔(۲)

”جس کے ہاں کوئی بچہ ہو تو وہ اس کی اچھی تربیت کرے۔“

(۸) شفقت و رحمت کا حق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قبل رسول الله ﷺ الحسن بن علي رضی اللہ عنہما، و عنده الأقرع بن حابس التميمي جالسا، فقال الأقرع: إن لي عشرة من الولد، ما قبلت منهم أحدا۔ فنظر إليه رسول الله ﷺ، ثم قال: من لا يرحم لا يرحم۔(۳)

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الأدب، باب بر الوالد، ۲: ۱۲۱۱، رقم: ۳۶۷۱

۲۔ قضاعي، مسند الشهاب، ۱: ۳۸۹، رقم: ۶۶۵

۳۔ ديلمي، الفردوس بماثور الخطاب، ۱: ۷۶، رقم: ۱۹۶

۴۔ كناني، مصباح الزجاجه، ۴: ۱۰۱، ۱۰۲، رقم: ۱۲۸۷

۵۔ مزي، تهذيب الكمال، ۱۱: ۱۴

(۲) ۱۔ ديلمي، الفردوس بماثور الخطاب، ۳: ۵۱۳، رقم: ۵۵۹۸

۲۔ حسيني، البيان و التعريف، ۲: ۲۲۸

(۳) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الأدب، باب رحمة الولد، ۵: ۲۲۳۵، رقم: ۵۶۵۱

←

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما تو اَقرع بن حابس تمیمی جو کہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، نے کہا: میرے دس بچے ہیں، میں نے تو کبھی کسی کو نہیں چوما۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔‘‘

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أحبوا الصبيان و ارحموهم، و إذا وعدتموهم ففوا لهم، فإنهم لا يرون إلا أنكم ترزقونهم۔

’’بچوں سے محبت کرو اور ان پر رحم کرو، جب ان سے وعدہ کرو تو پورا کرو کیونکہ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ تم ہی اُنہیں رزق دیتے ہو۔‘‘

(۹) عدل کا حق

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

أن أباه أتي به رسول الله ﷺ، فقال: إني نحلت ابني هذا غلاما، فقال: أكل ولدك نحلت مثله؟ قال: لا، قال: فأرجعه۔ (۱)

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الحج، باب الاشتراك في الهدي، ۲: ۹۵۵، رقم: ۱۳۱۸

۳۔ ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة، ۴: ۳۱۸، رقم: ۱۹۱۱

۴۔ ابو داؤد، السنن، كتاب الأدب، باب في قبلة الرجل، ۴: ۳۵۵، رقم: ۵۲۱۸

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۲۸، ۲۴۱، ۲۶۹، ۵۱۴،

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب الهبة، باب الهبة الولد، ۲: ۹۱۳، ۹۱۴، رقم: ۲۴۴۶

’’اُن کے والد انہیں لے کر بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے، پھر عرض کیا: میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے۔ فرمایا: کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو ایسا ہی دیا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تو پھر اس سے واپس لے لو۔‘‘

ایک اور سند سے مروی روایت میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

تصدق عليّ أبي ببعض ماله، فقالت أمي عمرة بنت رواحة: لا أرضی حتی تشهد رسول الله ﷺ، فانطلق أبي إلی النبي ﷺ ليشهده علی صدقتي، فقال له رسول الله ﷺ: أفعلت هذا بولدک کلهم؟ قال: لا، قال: اتقوا الله و اعدلوا في أولادکم۔ فرجع أبي، فرد تلک الصدقة۔(1)

’’میرے والد نے اپنا کچھ مال مجھے ہبہ کر دیا تو میری والدہ نے کہا: میں اس پر

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الهبات، باب کراهة تفضیل، ۳: ۱۲۴۱، رقم: ۱۶۲۳

۳۔ نسائی، السنن، کتاب النحل، باب ذکر اختلاف الالفاظ، ۶: ۲۵۸، ۲۵۹، رقم: ۳۶۷۴، ۳۶۷۵

۴۔ نسائی، السنن الکبری، ۴: ۱۱۶، رقم: ۶۵۰۲

۵۔ مالك، الموطا، ۲: ۷۵۱، رقم: ۱۴۳۷

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۱: ۴۹۹، رقم: ۵۱۰۰

۷۔ عبد الرزاق، المصنف، ۹: ۹۷

۸۔ بیهقی، السنن الکبری، ۶: ۱۷۶، ۱۷۸

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الهبات، باب کراهة تفضیل، ۳: ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، رقم: ۱۶۲۳

۲۔ ابو عوانه، المسند، ۳: ۴۶۰، رقم: ۵۶۸۹

۳۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۳۰

تب راضی ہوں گی جب تو رسولِ خدا ﷺ کو اس پر گواہ لائے۔ میرے والد حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو ایسا ہی دیا ہے؟ میرے والد نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ پھر میرے والد نے وہ ہبہ واپس لے لیا۔‘‘

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سووا بين أولادكم فى العطية، فلو كنت مفضلا أحدا لفضلت النساء۔(۱)

’’اپنی اولاد کو تحفہ دیتے وقت برابری رکھو، پس میں اگر اُن میں سے کسی کو فضیلت دیتا تو بیٹیوں کو فضیلت دیتا۔‘‘

(۱۰) یتیم کا حق

یتیم بچہ کے حقوق پر اسلام نے بہت زور دیا ہے۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم میں تئیس مختلف مواقع پر یتیم کا ذکر کیا گیا ہے جن میں یتیموں کے ساتھ حسن سلوک، اُن کے اموال کی حفاظت اور اُن کی نگہداشت کرنے کی تلقین کی گئی ہے، اور اُن کے ساتھ زیادتی کرنے والے، ان کے حقوق و مال غصب کرنے والے پر وعید کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ

(۱) ۱۔ بیہقی، السنن الکبری، ۶: ۱۷۷

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۳۵۴، رقم: ۱۱۹۹۷

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۱۵۳

۴۔ عسقلانی، فتح الباری، ۵: ۲۱۴

نَارًاط وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا٥[1]

”بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نری آگ بھرتے ہیں، اور وہ جلد ہی دہکتی ہوئی آگ میں جا گریں گے٥“

کیونکہ یتیم ہونا انسان کا نقص نہیں بلکہ منشائے خداوندی ہے کہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اُس نے اپنے محبوب ترین بندے سید المرسلین ﷺ کو حالتِ یتیمی میں پیدا فرمایا کہ آپ ﷺ کے والد ماجد آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے بھی پہلے وصال فرما چکے تھے۔ پھر چھ سال کی عمر میں ہی آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی انتقال فرما گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی اس کیفیت کا ذکر قرآن حکیم میں یوں کیا ہے:

اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی٥[2]

”(اے حبیب!) کیا اُس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اُس نے (آپ کو معزز و مکرم) ٹھکانا دیا٥“

پھر اس دُرِ یتیم ﷺ نے یتامیٰ کی محبت، ان کے ساتھ شفقت و حسنِ سلوک اور اِحسان برتنے کی نہایت اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ آپ ﷺ نے یتامیٰ کی اچھی کفالت کرنے والے کو جنت کی خوش خبری دی اور اُن کے حقوق پامال کرنے والے کو دردناک عذاب کی وعید سنائی۔ قرآن حکیم کہتا ہے:

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ٥[3]

”سو آپ بھی کسی یتیم پر سختی نہ فرمائیں٥“

---

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۱۰

(۲) القرآن، الضحیٰ، ۹۳: ۶

(۳) القرآن، الضحیٰ، ۹۳: ۹

ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ○ (۱)

''اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور بری چیز کو عمدہ چیز سے نہ بدلا کرو اور نہ ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر کھایا کرو، یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے ○''

اسی طرح دیگر مقامات پر فرمایا:

وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ط قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ط وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۔ (۲)

''اور آپ سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، فرما دیں: اُن (کے معاملات) کا سنوارنا بہتر ہے، اور اگر اُنہیں (نفقہ و کاروبار میں) اپنے ساتھ ملا لو تو وہ بھی تمہارے بھائی ہیں، اور اللہ خرابی کرنے والے کو بھلائی کرنے والے سے جدا پہچانتا ہے۔''

وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ط فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ط وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ط وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ج وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ط فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ج وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○ (۳)

''اور یتیموں کی (تربیۃً) جانچ اور آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں، پھر اگر تم ان میں ہوشیاری (اور حسنِ تدبیر) دیکھ لو تو ان

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۲

(۲) القرآن، البقرۃ، ۲: ۲۲۰

(۳) القرآن، النساء، ۴: ۶

کے مال ان کے حوالے کر دو اور ان کے مال فضول خرچی اور جلد بازی میں (اس اندیشے سے) نہ کھا ڈالو کہ وہ بڑے ہو (کر واپس لے) جائیں گے، اور جو کوئی خوشحال ہو وہ (مالِ یتیم سے) بالکل بچا رہے اور جو (خود) نادار ہو اسے (صرف) مناسب حد تک کھانا چاہئے اور جب تم ان کے مال ان کے سپرد کرنے لگو تو ان پر گواہ بنا لیا کرو اور حساب لینے والا اللہ ہی کافی ہے۝"

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۝ (۱)

"اور (یتیموں سے معاملہ کرنے والے) لوگوں کو ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ناتواں بچے چھوڑ جاتے تو (مرتے وقت) ان بچوں کے حال پر (کتنے) خوفزدہ (اور فکرمند) ہوتے، سو انہیں (یتیموں کے بارے میں) اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور (ان سے) سیدھی بات کہنی چاہئے۝ بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نری آگ بھرتے ہیں، اور وہ جلد ہی دہکتی ہوئی آگ میں جا گریں گے۝"

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ۔ (۲)

"اور یتیم کے مال کے قریب مت جانا مگر ایسے طریق سے جو بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔"

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ۝ وَ لَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۝ (۳)

---

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۹، ۱۰

(۲) القرآن، الانعام، ۶: ۱۵۲

(۳) القرآن، الماعون، ۱۰۷: ۱۔۳

’’کیا آپ نے اُس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہےo تو یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (یعنی یتیموں کی حاجات کو ردّ کرتا اور اُنہیں حق سے محروم رکھتا ہے)o اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا (یعنی معاشرے سے غریبوں اور محتاجوں کے معاشی اِستحصال کے خاتمے کی کوشش نہیں کرتا)o‘‘

كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَo وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِo وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّاo وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّاo(۱)

’’یہ بات نہیں بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ عزت اور مال و دولت کے ملنے پر) تم یتیموں کی قدر و اِکرام نہیں کرتےo اور نہ ہی تم مسکینوں (یعنی غریبوں اور محتاجوں) کو کھانا کھلانے کی (معاشرے میں) ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہوo اور وراثت کا مال سمیٹ کر خود ہی کھا جاتے ہو (اس میں سے اَفلاس زدہ لوگوں کا حق نہیں نکالتے)o اور تم مال و دولت سے حد درجہ محبت رکھتے ہوo‘‘

حضرت ابو ہریرہ ﷛ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

خير بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يحسن إليه، و شرّ بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يساء إليه۔(۲)

---

(۱) القرآن، الفجر، ۸۹: ۱۷۔۲۰

(۲) ۱۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الأدب، باب حق اليتيم، ۲: ۱۲۱۳، رقم: ۳۶۷۹

۲۔ بخاري، الادب المفرد: ۶۱، رقم: ۱۳۷

۳۔ ابن مبارك، الزهد: ۲۳۰، رقم: ۶۵۴

۴۔ عبد بن حميد، المسند: ۴۲۷، رقم: ۱۴۶۷

۵۔ طبراني، المعجم الاوسط، ۵: ۹۹، رقم: ۴۷۸۵

۶۔ منذري، الترغيب و الترهيب، ۳: ۲۳۶، رقم: ۳۸۴۰

''مسلمانوں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ نیک سلوک ہو اور بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک ہو۔''

حضرت سہل بن سعد ﷛ روایت کرتے ہیں:

قا؛ رسول الله ﷺ: أنا و كافل اليتيم في الجنة هكذا ...... و أشار بالسبابة و الوسطى، و فرج بينهما شيئا۔(۱)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے ...... پھر آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔''

حضرت ابو ہریرہ ﷛ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

والذي بعثني بالحق! لا يعذب الله يوم القيامة من رحم اليتيم، ولان له في الكلام، و رحم يُتمه و ضَعْفَه، ولم يتطاول على جاره بفضل ما آتاه الله، و قال: يا أمة محمد! والذي بعثني بالحق! لا يقبل الله يوم القيامة صدقة من رجل وله قرابة محتاجون إلى

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الطلاق، باب العان، ۵: ۲۰۳۲، ۲۲۳۷، رقم: ۴۹۹۸، ۵۶۵۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب البر، باب ما جاء فی الرحمۃ، ۴: ۳۲۱، رقم: ۱۹۱۸

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۲: ۲۰۷، رقم: ۴۶۰

۴۔ ابویعلی، المسند، ۱۳: ۵۴۶، رقم: ۷۵۵۳

۵۔ رویانی، المسند، ۲: ۲۱۶، ۲۷۸، رقم: ۱۰۶۷، ۱۱۹۷

۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۶: ۲۸۳، رقم: ۱۲۴۴۲

صدقته و يصرفها إلى غيرهم، والذي نفسي بيده! لا ينظر الله إليه يوم القيامة۔ (۱)

’’قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُس شخص کو عذاب نہیں دے گا جس نے یتیم پر شفقت کی، اس کے ساتھ نرمی سے گفتگو کی، اور معاشرے کے محتاجوں و کمزوروں پر رحم کیا، اور جس نے اللہ تعالیٰ کے طرف سے ہونے والی عطا کے وجہ سے اپنے پڑوسی پر ظلم نہ کیا۔ پھر فرمایا: اے اُمتِ محمدی! قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُس شخص کی طرف سے صدقہ قبول نہیں کرے گا جس نے غیروں پر صدقہ کیا حالانکہ اُس کے اپنے رشتہ دار اُس کے صدقہ کے محتاج تھے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ تبارک و تعالیٰ روزِ قیامت اُس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔‘‘

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں:

من ولي ليتيم مالا فليتجر به ولا يدعه حتى تأكله الصدقة۔ (۲)

’’جس کو کسی یتیم کے مال کا ولی بنایا گیا تو اُسے چاہیے کہ وہ اُس مال سے تجارت کرے اور اُس کو یونہی پڑا نہ رہنے دے مبادا زکوٰۃ ادا کرتے کرتے وہ مال ختم ہوجائے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۳۴۶، رقم: ۸۸۲۸

۲۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۴: ۳۷۸، ۳۷۹، رقم: ۷۱۱۰

۳۔ منذری، الترغیب و الترہیب، ۲: ۱۸

۴۔ منذری، الترغیب و الترہیب، ۳: ۲۳۷

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۱۱۷

(۲) بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۲

(۱۱) حقوقِ لقیط

لقیط اس بچہ کو کہا جاتا ہے جو راستہ میں پڑا ہوا ملے اور جس کے والدین کا پتہ نہ ہو۔[۱]

فقہی اصطلاح میں لقیط اس بچہ کو کہا جاتا ہے جس کا نسب معلوم نہ ہو کیونکہ اس کے گھر والوں نے زنا کی تہمت سے بچنے کے لیے یا کسی اور وجہ سے اُسے پھینک دیا ہو۔ لہٰذا جب راستہ میں یا کسی public place پر گرا پڑا بچہ ملے تو اُسے زمین سے اٹھانا، اس کے ساتھ شفقت برتنا اور اس کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ کے اس قول کی روشنی میں واجب ہو جاتا ہے:

وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔[۲]

''اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا۔''

کیونکہ بچہ کو زمین، راستہ سے اٹھانا ہی اُسے زندگی دینا ہے اور یہ اسی طرح واجب ہے جس طرح حالتِ اِضطرار میں صرف زندگی بچانے کی حد تک حرام کھانے کی اجازت مل جاتی ہے۔

ثانیاً لقیط کا یہ بھی حق ہے کہ وہ آزاد ہوتا ہے۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنھما نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ اگر ملتقط (بچہ کو اُٹھانے والا) یا کوئی اور شخص یہ دعویٰ کرے کہ بچہ اس کا غلام ہے تو بغیر گواہوں کے اس کا دعویٰ نہ سنا جائے گا کیونکہ اس کی حریت و آزادی اس کے ظاہر حال سے ثابت ہے اس لیے بغیر دلیل کے اس کے ظاہر کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔[۳]

---

(۱) المعجم الوسیط، ۲: ۴۱، مادہ: لقط

(۲) القرآن، المائدہ، ۵: ۳۲

(۳) کاسانی، بدائع الصنائع، ۶: ۱۹۷، ۱۹۸

ثالثاً لقیط کا یہ بھی حق ہے کہ اس کا خرچہ بیت المال سے کیا جائے۔ اگر اُس کے ساتھ کچھ مال بندھا ہو پایا گیا تو وہ اسی کا متصور ہوگا مثلاً اس کے جسم پر موجود کپڑے یا اگر وہ جانور پر بندھا ہوا پایا گیا تو وہ جانور اس کا ہوگا۔ اس صورت میں خرچہ اس کے اپنے مال میں سے کیا جائے گا کیونکہ بیت المال میں سے خرچہ ضرورت کی بناء پر ہوتا ہے اور جب اس کے پاس مال ہو تو ضرورت ثابت نہیں ہوتی۔[۱]

حاصلِ کلام

مندرجہ بالا تفصیلات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اِسلام نے دیگر اَفرادِ معاشرہ کی طرح بچوں کو بھی زندگی، تعلیم و تربیت اور دیگر بنیادی حقوق کی ضمانت دیتے ہوئے ایک مثالی تہذیب کی بنیاد رکھی ہے۔ اِسلام نے بچوں کے بنیادی حقوق کی بنیاد ان کی پیدائش سے بھی پہلے قائم کی ہے۔ اِس کا مقصد آئندہ نسلوں کی بہتر نشو ونما اور اُنہیں معاشرے کا فعال حصہ بنانے پر زور دینا ہے۔

(۱) کاسانی، بدائع الصنائع، ۶: ۱۹۸، ۱۹۹

مآخذ و مراجع

۱۔ القرآن الحکیم

۲۔ احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۳۔ انیس، ڈاکٹر ابراہیم، **المعجم الوسیط**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۴۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الادب المفرد**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

۵۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **التاریخ الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۶۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

۷۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **دلائل النبوہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۸۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **السنن الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۹۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔

۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۰۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ **شعب الایمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۱۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۱۲۔ ابن جعد، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳۔۲۳۰ھ/۷۵۰۔۸۴۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۳۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۴۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ مکہ، سعودی عرب: دار الباز للنشر والتوزیع۔

۱۵۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **الثقات**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء۔

۱۶۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۱۷۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **طبقات المحدثین بأصبهان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۱۸۔ حسینی، ابراہیم بن محمد (۱۰۵۴۔۱۱۲۰ھ)۔ **البیان و التعریف**۔ بیروت، لبنان:

دار الکتاب العربی، ۱۴۰۱ھ۔

۱۹۔ **حصکفی۔ در المختار**۔ کراچی، پاکستان: ایچ ایم سعید کمپنی۔

۲۰۔ **حصکفی۔ در المختار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۸۶ھ۔

۲۱۔ ابن خیاط، ابوعمرو خلیفہ لیثی عصفری (۱۶۰۔۲۴۰ھ)۔ **الطبقات**۔ ریاض، سعودی عرب: دار طیبہ، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۲۲۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۲۳۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **کتاب المراسیل**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۸ھ۔

۲۴۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **کتاب المراسیل**۔ لاہور، پاکستان: مکتبۃ العلمیہ۔

۲۵۔ دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۲۶۔ دیلمی، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۲۷۔ رویانی، ابوبکر محمد بن ہارون (م ۳۰۷ھ)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۲۸۔ شامی، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین دمشقی (۱۲۴۴۔۱۳۰۶ھ)۔ **رد المحتار علی در المختار**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۲۹۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **إرشاد الفحول**۔

بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۳۰۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **فتح القدیر**۔ مصر: مطبع مصطفی البابي الحلبي و اولادہ، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء۔

۳۱۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۳۲۔ شہاب، ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراہیم بن محمد بن مسلم قضاعی (م ۴۵۴ھ/۱۰۶۲ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۳۳۔ شیبانی، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ **الآحاد و المثانی**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۳۴۔ شیبانی، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ **الزهد**۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث، ۱۴۰۸ھ۔

۳۵۔ شیبانی، ابو عبد اللہ محمد بن حسن (۱۳۲۔۱۸۹ھ)۔ **الحجة**. بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۳ھ۔

۳۶۔ شیبانی، ابو عبد اللہ محمد بن حسن (۱۳۲۔۱۸۹ھ)۔ **الحجة**. لاہور، پاکستان: دار المعارف نعمانیہ۔

۳۷۔ شیبانی، ابو عبد اللہ محمد بن حسن (۱۳۲۔۱۸۹ھ)۔ **المبسوط**۔ کراچی، پاکستان: ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیہ۔

۳۸۔ ابن ابي شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/ ۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۳۹۔ صالح، ڈاکٹر محمد بن احمد۔ **الطفل فی الشریعة الاسلامیه**۔ قاہرہ، مصر: مطبعہ نہضہ۔

۴۰۔ طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **مسند الشامیین**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔

۴۱۔ طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۴۲۔ طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔

۴۳۔ طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مطبعۃ الزہراء الحدیثہ۔

۴۴۔ طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۴۵۔ عبد بن حمید، ابو محمد بن نصر کسی (م ۲۴۹ھ/۸۶۳ء)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنہ، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔

۴۶۔ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **الاصابہ فی تمییز الصحابہ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۴۷۔ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی + عمان + اُردن: دار عمار، ۱۴۰۵ھ۔

۴۸۔ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تلخیص الحبیر**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء۔

۴۹۔ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تہذیب التہذیب**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۵۰۔ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **الدرایه فی تخریج احادیث الهدایه**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۵۱۔ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباری**۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۵۲۔ عسقلانی، احمد بن علی بن حجر بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **ھدی الساری مقدمه فتح الباری**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ۔

۵۳۔ ابو عوانہ، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰۔۳۱۶ھ/ ۸۴۵۔ ۹۲۸ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۵۴۔ ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد مقدسی (م۶۲۰ھ)۔ **المغنی فی فقه الامام احمد بن حنبل الشیبانی**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۵۵۔ ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد مقدسی (م۶۲۰ھ)۔ **المقنع**۔ المطبعۃ السّلفیہ۔

۵۶۔ کاسانی، علاؤ الدین ابو بکر (م ۵۸۷ھ)۔ **بدائع الصنائع**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء۔

۵۷۔ کاسانی، علاؤ الدین ابو بکر (م ۵۸۷ھ)۔ **بدائع الصنائع**۔ کراچی، پاکستان: ایچ ایم سعید کمپنی۔

۵۸۔ کشکی، محمد عبد الرحیم۔ **المیراث المقارن**۔

۵۹۔ کنانی، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل (۷۶۲۔۸۴۰ھ)۔ **مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجه**۔ بیروت، لبنان: دار العربیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۶۰۔ مالک، ابن انس بن مالک ﷺ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳۔ ۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ **المدونة الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۶۱۔ **مالک، ابن انس بن مالک** بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصحی (۹۳۔۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ **المدونة الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر للطباعہ و النشر والتوزیع، ۱۹۸۰ء۔

۶۲۔ **مالک، ابن انس بن مالک** بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصحی (۹۳۔۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ **الموطا**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۶۳۔ **ابن ماجہ، ابوعبد اللہ محمد بن یزید قزوینی** (۲۰۹۔۲۷۳ھ/۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۶۴۔ **ماوردی، ابوحسن علی بن محمد**۔ **الاحکام السلطانیہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۸ھ۔

۶۵۔ **ابن مبارک، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن واضح مروزی** (۱۱۸۔۱۸۱ھ/۷۳۶۔۷۹۸ء)۔ **کتاب الزهد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۶۶۔ **مزی، ابوالحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی** (۶۵۴۔۷۴۲ھ/۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ **تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف**۔ ممبئی، بھارت: الدار القیمہ + بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۶۷۔ **مزی، ابوالحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی** (۶۵۴۔۷۴۲ھ/۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ **تهذیب الکمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۶۸۔ **مسلم، ابوالحسین ابن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری** (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۶۹۔ **مقدسی، ابوعبد اللہ بن محمد بن مفلح** (۷۱۷۔۷۶۲ھ)۔ **الفروع**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ۔

۷۰۔ مقدسی، محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن منصور سعدی حنبلی (م ۵۶۹۔۶۴۳ھ/۱۱۷۳۔۱۲۴۵ء)۔ **الاحادیث المختارہ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النہضۃ الحدیثۃ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۷۱۔ منذری، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔۶۵۶ھ/۱۱۸۵۔ ۱۲۵۸ء)۔ **الترغیب و الترھیب**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۷۲۔ نسائی، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء۔

۷۳۔ نسائی، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۷۴۔ ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ **مجمع الزوائد**۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۷۵۔ ہیثمی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ **موارد الظمآن الیٰ زوائد ابن حبان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۷۶۔ ابو یعلیٰ، احمد بن علی بن مثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۷۷۔ ابو یعلیٰ، احمد بن علی بن مثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المعجم**۔ فیصل آباد، پاکستان: ادارۃ العلوم والاثریہ، ۱۴۰۷ھ۔